نظام المدارس پاکستان کے نصاب کے عین مطابق

اجتہاد اور اس کا دائرہ کار سوالاً جواباً

مرتب

مفتی شہزاد احمد سجاد صاحب

پرنسپل جامعہ حسینیہ

0303-0626802

جامعہ حسینیہ غوثیہ کالونی علی پور چٹھہ

اجتہاد اور اس کا دائرہ کار

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مفتی شہزاد احمد سجاد (پرنسپل جامعہ حسینیہ علی پور چٹھہ)

معاون۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حافظ احمد بشیر (متعلم جامعہ حسینیہ)

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جامعہ حسینیہ، غوثیہ کالونی علی پور چٹھہ

0303-0626802

muftishahzad9@gmail.com

0326-4743100

ahmadbashirrr789@gmail.com

تعارفِ کتاب

کتاب اجتہاد اور اس کا دائرہ کار نظام المدارس پاکستان کے درجہ خامسہ کے نصاب میں شامل ہے جس کے مصنف شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہیں۔ یہ اجتہاد اور اس کے مسائل پر لکھا گیا ایک بہترین رسالہ ہے جس میں اجتہاد اور اس کت مسائل کی وضاحت نہایت ہی مؤثر انداز میں کی گئی ہے۔

ہم نے نصاب میں شامل رسالہ ہذا کو انتہائی آسان فہم، جامع اور خوبصورت انداز میں مرتب کیا ہے جو کہ طلبہ کے لئے ان شاء اللہ مفید ثابت ہو گا۔

اللہ کریم ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین!

جامعہ حسینیہ، غوثیہ کالونی علی پور چھٹہ

اجتہاد اور اس کا دائرہ (سوالاً جواباً)

سوال نمبر 1:۔ اسلام میں قانون سازی کے کتنے طریقے ہیں؟

اسلام میں قانون سازی دو طرح سے ہو سکتی ہے:

1:۔ تشکیلی قانون سازی

2:۔ تشریحی قانون سازی

سوال نمبر 2:۔ تشکیلی قانون سازی کی کتنی صورتیں ہیں؟

تشکیلی قانون سازی کی درج ذیل چار صورتیں ہیں:

i:۔ تشکیل آئین و دستور:

آئین تحریری ہو یا غیر تحریری ہر ریاست کے اپنے اپنے سیاسی، معاشرتی، مذہبی، اقتصادی، علاقائی اور جغرافیائی سیاسی حالات کے تناظر میں ائین تیار کرنا قانون سازی کا پہلا کام ہے۔

ii:۔ تشکیل قوانین تجربیات:

اس سے مراد ایسے قوانین تیار کرنا ہے جو احکام و حدود شریعت کے نفاذ اور اقدار اسلامی کے صحیح فروغ کے لیے ممد و معاون ہوں ان کا تعلق زیادہ تر ضابطہ جاتی قوانین سے ہوتا ہے۔

iii:۔ تشکیل جزئیات:

ان احکام شریعت کی تفصیل و جزیات طے کرنا جن میں حسب تقاضائے حالات اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے ان کا تعلق تعزیرات معاملات معاہدات مالیات اور شہدات وغیرہ سے ہے ان کی نوعیت گہرے فکر و تدبر اور تعقل و تعمق کا تقاضا کرتی ہے۔

iv:۔ اجماع و تنسیخ اجماع:

قانون سازی کے ذریعے کسی بھی اسلامی ریاست میں کسی فقہی اور قانونی مسئلے پر اجماع کا انعقاد ہو سکتا ہے اسی طرح کوئی ایسا مقامی و علاقائی اجماع آئندہ کسی دور میں مطلوبہ شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے منسوخ بھی کیا جا سکتا ہے۔

سوال نمبر 3:۔ تشریحی یا تعبیری قانون سازی کی کتنی صورتیں ہیں؟

تشریحی قانون سازی کی چار صورتیں ہیں:

i:۔ ترجیحات:

i. ایک فقہی قول یا رائے کو دوسرے فقہی قول یا رائے پر ترجیح دینا۔

ii. احکام شریعت کی نفاذ کی ترکیب میں ایک کو دوسرے پر تنفیدی ترجیح دینا۔

ii:۔ تلفیقات:

ایک فقہی مذہب کی پیروی کے باوجود بعض ناگزیر اصلی اور نئے پیش امدہ مسائل کے حل کے لیے مخصوص شرائط کے ساتھ کسی دوسرے

فقہی مذہب کی تحقیق کو اپنانا۔

iii:۔ تعبیرات:

اجتہاد بیانی کے اصول کے تحت بعض نصوص قران وسنت کی ایسی نئی تعبیر کرنا جو جدید تقاضوں اور ضرورتوں کو بھی پورا کرے اور قرآن و سنت کی اساسی تعلیمات اور روح سے بھی متصادم نہ ہو۔

iv:۔ تبدلات:

شریعت کے اوامر ونواہی اور جواز وعدم جواز کے دائروں کے اندر رہتے ہوئے حسب ضرورت بعض احکام کے مدارج میں تبدیلی کرنا یہ کام بھی استصلاحی غرض سے ہو سکتا ہے مثلا طبعی طور پر کسی فعل مکروہ کو عملا مکروہ قرار دے دینا یا کسی فعل مستحب اور فعل مسنونہ کو عملا واجب کی طرح تصور کرنا۔

سوال نمبر 4:۔ تبدلات کی قانون سازی کتنے فقہی اور شرعی تصورات پر مبنی ہے؟

تبدلات کی قانون سازی درج ذیل فقہی اور شرعی تصورات پر مبنی ہے:

1: اجماع　2: اجتہاد بیانی　3: اجتہاد قیاسی　4: استحسان

5: استصلاح　6: استدلال　7: استصحاب　8: ضرورت شرعی

9: اضطرار　10: عرف وعادات　11: نظائر شرعیہ　12: قضاء حکام

13: اقوال فقہاء　14: تغیر زماں سے تغیر احکام کا اصول

سوال نمبر 5: قانون سازی میں اجتہاد کا مقام تحریر کریں۔

قوانین شریعت کی ہیئت اصلیہ انسانی زندگی کے تحرک اور ارتقاء کی ضمانت مہیا کرتی ہے جب کہ ہیئت کذائیہ کا مقصد ان میں نظم وضبط اور ربط وانقیاد پیدا کرنا ہے۔ جب تقاضے اور مؤثرات بدل جائیں اور ان کے باعث انسانی زندگی کے احوال میں بھی تغیر رونما ہو جائے تو اثر قانون کی اصل غایت اور روح کو برقرار رکھنے بلکہ اس کی افادیت اور اثر انگیزی کو بحال رکھنے کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ اس کی ہیئت کذائیہ کا از سر نو جائزہ لیا جائے تاکہ قانون کے نظم ونسق کا پہلو زندگی کے تحرک وارتقاء کے پہلو سے متصادم نہ ہونے پائے۔ کیونکہ ان کے باہمی تضاد اور تناقض سے نہ صرف انسانی زندگی کا تحرک جمود میں بدل جاتا ہے بلکہ مطلوبہ ضبط وانقیاد کا حصول بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس فریضے کی ادائیگی قانون سازی کے عمل میں ''اجتہاد'' کے ذریعے ہوتی ہے۔

لہذا قانون سازی کے تمام عمل میں اجتہاد کو مرکزی اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

سوال نمبر 6:۔ قانونِ اسلامی کی کتنی حیثیتیں ہیں؟

قانون اسلامی کی بالعموم دو حیثیتیں ہیں:

1. ہیئت اصلیہ
2. ہیئت کذائیہ

سوال نمبر 7:۔اجتہاد کی تعریف تحریر کریں۔

قرآن وسنت اور اجماع کی روشنی میں مقررہ شرائط کے مطابق استنباط واستخراج کے طریقے پر شرعی احکام اور قوانین کی تشکیل تجدید تفصیل توسیع اور تنفیذ کے لیے ماہرانہ علمی کاوش کو اجتہاد کہتے ہیں۔

سوال نمبر 8:۔ کیا قرآن وسنت کے احکام کی تعبیر نو بھی اجتہاد ہے؟

ہمارے نزدیک قیاس واستنباط کے علاوہ قرآن وسنت کے احکام کی تعبیر نو بھی اگر خود قرآن وسنت ہی کی دیگر نصوص پر مشتمل نہ ہو تو بذاتِ خود اجتہاد کہلائے گی۔ کیوں کہ تعبیر فی الحقیقت کسی حکم کے مفہوم کے تعین کا نام ہے۔اسی کو تفسیر بھی کہتے ہیں۔اگر کسی قرآنی حکم کے مفہوم کا تعین اور تشخص یعنی اس کی تعبیر وتفسیر خود قرآن ہی سے میسر آجائے تو یہ بھی فی نفسہ نص قرآنی ہو گی، جیسا کہ تفسیر القرآن بالقرآن کا انداز ہوتا ہے۔یہی حال'' تفسیر بالسنہ" کے انداز کا ہے۔البتہ جب قرآن وسنت کے کسی حکم کی تعبیر خود قرآن وسنت سے میسر نہ آئے اور علماء علوم شریعت کی روح اور احوال واقعی کی حقیقت سے باخبر ہو کر اسے متعین کریں اور اس کے اطلاق وانطباق کا تشخص کریں تو یہ کام فی نفسہ اجتہاد ہے۔

سوال نمبر 9:۔اجتہاد کا اصل مدعا کیا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ کتاب وسنت کی تعبیر کو اجتہاد قرار دینا یا نہ دینا جیسا کہ بعض علماء وفقہاء نے اس امر پر اختلاف کیا ہے محض نزاع لفظی ہے کیونکہ تعبیر نصوص کے جواز اور ضرورت کے سب قائل ہیں اب اس عمل کو اجتہاد کا نام دیا جائے یا کسی اور شے کا اس کی روح اور افادیت بحر صورت قائم رہتی ہے اور یہی اصل مدعائے اجتہاد ہے۔

سوال نمبر 10:۔ ماخذ قرآنی کی حیثیت سے قرآن وسنت کا باہمی تعلق کیا ہے؟

جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ کو شارع اور شارح کی دونوں حیثیتیں حاصل ہیں اسی طرح سنت رسول ﷺ بھی بلاشبہ دونوں اہمیتوں کی حامل ہے۔بنابریں سنت انہی دو جہتوں سے بطور ماخذ قانون قرآن کے ساتھ متعلق ہے۔

سوال نمبر 11:۔ سنت کی تشریعی جہت اور تشریحی جہت کیا ہے؟

تشریعی جہت کے اعتبار سے جن معاملات میں قرآن صراحت سے کوئی حکم صادر نہیں کرتا ان میں سنت رسول ﷺ خود اساسی قانون سازی کرتی ہے۔ مثلا: کفارہ صوم وغیرہ۔

تشریحی جہت کے اعتبار سے سنت کا تعلق قرآن کے ساتھ درج ذیل نوعیتوں کا ہے:

i. تخصیص العام
ii. تقیید المطلق
iii. بیان المجمل
iv. استثنیٰ
v. الزیادۃ

سوال نمبر 12:۔ تشریحی جہت کے اعتبار سے سنت کا تعلق قرآن کے ساتھ کتنی نوعیتوں کا ہے؟

تشریحی جہت کے اعتبار سے سنت کا تعلق قرآن کے ساتھ درج ذیل نوعیتوں کا ہے:

1: تخصیص العام:۔

i. آیت الجلد کی بیان کردہ حد زنا میں الزانی اور الزانیہ کے مفہوم کی تخصیص۔

ii. قران کے حکم وصیت پر ایک تہائی حصے جائیداد کی حد کی تخصیص۔

2: تقیید المطلق:۔

حد سرقہ کے لیے نصاب کی قید وغیرہ۔

3: بیان المجمل: ۔

نماز کی رکعات اور تفصیل اوقات کا بیان وغیرہ۔

4: استثنیٰ:۔

i. حرمت میتہ میں مچھلی اور ٹڈی کا استثنیٰ۔

ii. غسل رجلین کے حکم میں مسح الخفین کا استثنیٰ۔

5: الزیادۃ:۔

i. حد زنا کے ساتھ ایک سال قید یا جلاوطنی ۔

ii. جمع بین الاختین کے حکم پر پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی کے جمع کی ممانعت۔

سوال نمبر 13:۔ کیا نسخ القران بالسنة جائز ہے؟

بعض علماء نے نسخ القرآن بالسنۃ کو جائز رکھا ہے اور اس سے بھی سنت کے تشریعی دائرہ عمل میں شمار کیا ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ تصور درست نہیں قرآن کی ایت صرف قرآن ہی سے منسوخ ہو سکتی ہے سنت سے نہیں۔

سوال نمبر 14:۔ آئمہ اربعہ کے اجتہاد سے اختلاف کا مسئلہ کرنا کیسا ہے؟

ہم شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (1703ء-1762ء) اور بعض دوسرے اکابر اہل علم کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں کہ اب آئمہ اربعہ کی رائے کے خلاف کوئی ایسا اجتہاد نہیں ہونا چاہیے جس کی بنیاد پر کسی نئے فقہی مذہب کے معرض وجود میں آنے کے امکانات ہوں کیونکہ ایسے نئے اجتہادات سے اُمت مسلمہ میں فکری تفرقہ وانتشار کی کئی راہیں کھلیں گی۔ لہذا مسلمانوں کی علمی و فکری سلامتی اسی میں ہے کہ وہ ائمہ اربعہ میں سے ہی کسی کے اجتہاد کی پیروی کرتے ہوئے پہلے سے موجود فقہی مذاہب میں سے کسی کے ساتھ اُصولی طور پر منسلک رہیں تا کہ عصر حاضر کے اہل علم کی فقہی تحقیق اور قانونی اجتہاد بجائے آزادانہ رائے زنی کے ایک ضابطے اور اُصول کا پابند رہے۔

اس ضمن میں درج ذیل وضاحتی نقاط کا ذہن نشین ہونا ضروری ہے:

1:۔ جو اجتہادی مسائل خاص طور پر ائمہ اربع کے زمانے کے رسم ورواج پر مبنی تھے اور ان اجتہادات کی علت اس دور کی مخصوص تقاضے حکمتیں اور مصلحتیں تھی تو وصل حاضر کے بدلے ہوئے حالات میں ان مخصوص اجتہادات سے اختلاف ہمارے نزدیک فی الحقیقت سے اختلاف ہی نہیں ہے کیونکہ حقیقت یہ ان کے مخالف نہیں بلکہ ان کے مطابق اور موافق ہو گا اور نہ ہی ایسا اجتہاد روح تقلید کے منافی تصور ہو گا۔

2:۔ جو مسائل ائمہ اربعہ کے دور میں موجود نہ تھے یا اس زمانے میں ان کا ادراک بے وجوہ ممکن نہ تھا۔ اس لیے انہوں نے ان پر کچھ اتحاد نہ کیا اور اگر ان کی مماثل بعض مسائل میں اتحاد کیا بھی ہو تو وہ مسائل بھی بے وجو موجودہ معاملات سے مختلف لہذا ایسے مسائل میں اجتہاد نو ہر گز ممنوع نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اسے آئمہ اربعہ سے اختلاف تصور کیا جا سکتا ہے۔

3:۔ آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرتے ہوئے اصول تلفیق کے دوسرے امام کا اجتہاد بھی حسب ضرورت اپنایا جانا چاہیے اس کی کری مثالیں مجتہدین کی تحقیقات میں ملتی ہیں یہ وسعت نظر خود تصور تقلید میں ہی مضمر ہے کسے بھی اپنے فقہی مذہب کے اجتہاد کے خلاف تصور نہیں کرنا چاہیے علامہ ابن عابدین شامی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اس امر کی تصریح کی ہے۔

سوال نمبر 15:۔ قانون اسلامی پر جمود کے اسباب کتنے اور کون سے ہیں؟

ایک عرصے سے اسلامی قانون پر جمود کی جو کیفیت طاری ہے ہمارے خیال میں اس کے تین اسباب ہیں:

1: قدامت پرست مذہبی ذہن:۔

ہمارے قدامت پرست مذہبی ذہن نے (الا ماشاءاللہ) تصور تقلید کو فی الواقع فکری تعطل میں بدل دیا ہے اور اجتہاد کو عملاً شجر ممنوعہ بنا دیا ہے۔ اس لیے جو فقہی کام آج سے کئی سو سال پہلے کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے ہوا تھا اسے تمام تفصیلات و جزئیات سمیت ہر اعتبار سے آج کے دور کے لیے بھی من و عن کافی و شافی سمجھ لیا گیا ہے۔ اس نے قرآن و سنت اور اجتہادی آراء و علوم کے درمیان امتیاز کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ ان خیالات نے بالعموم علماء کرام کو جدید تعلیم کی ضرورت کے احساس سے بھی بے نیاز کر دیا ہے۔

2: تجدد پسند جدید ذہن:۔

ہمارا تجدد پسند جدید ذہن علماء کے مذکورہ بالا عمومی رویے کے ردِ عمل کے طور پر عصری مسائل کے لیے اجتہاد کرنا چاہتا ہے مگر اس کی حقیقت سوائے آزادانہ رائے زنی کے اور کچھ نہیں۔ نہ وہ لیاقت و استعداد کے فقدان کی وجہ سے اجتہاد کی علمی و عملی شرائط کو پورا کرتا ہے اور نہ انہیں پورا کرنے کی ضرورت کو تسلیم کرتا ہے۔ وہ قرآن و سنت کے علوم اور فقہی و شرعی اجتہاد کی شرعی علمی، تحقیقی، لسانی اور مطالعاتی ضروریات سے بے خبر رہ کر بھی اپنی ذاتی رائے کو اجتہاد کے نام پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔

3: نام نہاد مسلم حکومتیں:۔

تیسری وجہ ہماری نام نہاد اسلامی حکومتیں اور ان کے اہلکار ہیں جو اپنے اپنے مخصوص مفادات اور غلامانہ ذہنیت کے باعث اس بعد اور فاصلے کو ختم کرنے کے لیے تعلیمی دنیا میں کوئی مؤثر انقلابی قدم نہیں اٹھاتے اور اگر جدت و قدامت کے موجودہ تضاد کے ہوتے ہوئے بھی اسلامی قانون پر طاری جمود کو توڑنے کی کوئی موثر انقلابی اور اجتہادی صورت ہو سکتی ہے تو اس کی راہ میں سیاسی خود غرضیاں اور مفادات حائل ہو جاتے ہیں۔

سوال نمبر 16:۔ آئمہ اربعہ کے اصول اجتہاد میں تغیر و تبدل کا مسئلہ کرنا کیسا ہے؟

مختلف فقہی مذاہب کے وجود میں آجانے کے بعد اُمتِ مسلمہ کا ائمہ اربعہ کے اصول اجتہاد پر قولی اور فعلی اجماع واقع ہو چکا ہے۔ اس میں تغیر و تبدل عملاً اجماع امت کے خلاف اقدام ہو گا اور اس سے نئے فقہی مکاتب کے وجود میں آنے کے امکانات پیدا ہوں گے جو بلاشک و شبہ اُمت میں فکری انتشار کو جنم دیں گے۔ بنا بریں ایسا تغیر و تبدل دینی حکمت و مصلحت کے منافی ہے۔ ہاں اگر کسی وقت اُمت مسلمہ کو ایسے علمی اور فقہی مسائل درپیش ہوں جن کا حل کسی طور پر بھی آئمہ اربعہ کے اُصولِ اجتہاد کے مطابق نہ ہو سکتا ہو اور پوری اُمت کے علماء و مجتہدین اس امر پر اتفاق

کرتے ہوئے کسی اُصول میں تغیر و تبدل تجویز کریں اور یہ فیصلہ بھی صریحا اجماع امت کے درجے کو پہنچ جائے تو ایسا کرنے میں از روئے شریعت کوئی حرج نہ ہوگا؟ لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نہ تو آئمہ اربعہ کے اُصول اجتہاد پر پائے جانے والے اجماع کو منسوخ کرنے کے لیے اب اس قدر قوی اجماع امت آسانی سے واقع ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان کے اُصولِ اجتہاد خود ہی اتنی وسعت، جامعیت اور ہمہ گیریت کے حامل ہیں کہ ان میں کسی تغیر و تبدل کی چنداں ضرورت نہیں۔

سوال نمبر 17:۔ مجتہد کے ضروری اوصاف کتنے اور کون سے ہیں؟

ایک مجتھد میں درج ذیل اوصاف ہونے چاہیے:

1. ایمان اور صحت اعتقاد و عمل
2. عدالت تقوی اور پرہیز گاری
3. قرآنی علوم اور ان کے لوازمات کا ضروری التزام
4. احادیث فن اصول حدیث اور متعلقہ لوازمات کا ضروری علم
5. فقہ فن اصول فقہ اور متعلقہ لوازمات کا ضروری علم
6. عربی زبان و ادب سے صحیح واقفیت
7. احکام شریعت کے مقاصد اصرار ور موز اور حکم و مصالح پر گہری نظر
8. استنباط احکام تعبیر نصوص اور اجتہادی و قیاسی ضوابط کی کامل معرفت
9. جدید پیش آمدہ مسائل کا صحیح فہم
10. اصلی احوال و ظروف اور تقاضوں کی صحیح واقفیت۔

سوال نمبر 18:۔ اجتہاد کی کتنی قسمیں ہیں اور ان کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

اجتہاد بنیادی طور پر تین قسم کا ہوتا ہے:

1. اجتہاد بیانی
2. اجتہاد قیاسی
3. اجتہاد استصلاحی

ان میں سے ہر اجتہاد اپنی نوع کے مخصوص ضابطوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ مثلا:

اجتہاد بیانی کے لیے : جس کا تعلق تعبیر نصوص سے ہے۔ طریقہ اجتہاد یہ ہو کہ تعبیر احکام کے معاملے میں خاص و عام، مطلق و مقید، حقیقت و مجاز، صریح و کنایہ، مشترک و مؤول، ظاہر و خفی، نص و مشکل، مفسر و مجمل اور محکم و متشابہ وغیرہ کی رعایت ملحوظ رکھی جائے۔ استنباط احکام کے لیے عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص وغیرہ کی رعایت پیش نظر رہے اور قرآن و سنت کی تفسیر و تشریح کے دیگر فنی اصول سامنے رکھتے ہوئے اجتہاد کیا جائے۔

اجتہاد قیاسی کے لیے : جو قیاس شرعی سے عبارت ہے۔ اصل، فرع، حکم اور علت کو متعین کیا جائے۔

اجتہاد استصلاحی کے لیے : جو مصلحت وضرورت سے عبارت ہے۔ استحسان، مصالح مرسلہ، استصحاب، استدلال، عرف وعادت، ضرورت، اضطرار اور تغییر زمان وغیرہ کے مسلمہ فقہی اصولوں اور ضابطوں کو ملحوظ رکھ کر اجتہاد کیا جائے۔ اگر مذکورہ بالا شرائط اور قواعد اتحاد فی النوع یا اتحاد فی الجنس وغیرہ جیسے اُصولوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اجتہاد کیا جائے۔ کے مطابق اجتہاد کیا جائے تو وہ اجتہاد صحیح ہوگا ورنہ مجردرائے۔

سوال نمبر 19:۔ اسلامی ریاست میں اجتہاد کو قانون کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوگا؟

اس سلسلے میں ہمارے غور وخوض اور فکر وتامل کا نتیجہ یہ ہے کہ عصر حاضر میں اسلامی ریاست کے لیے ''اجتماعی اجتہاد'' یعنی ''اجتہاد الجماعۃ '' ہی قانون کی حیثیت سے قابل قبول ہونا چاہیے۔ کیونکہ اُمتِ مسلمہ میں موجود گروہی، مسلکی اور طبقاتی تقسیم کے باعث واقعتا "اجتہاد الفرد '' یعنی '' انفرادی اجتہاد'' آج ریاستی سطح پر مؤثر کردار ادا نہیں کر سکتا۔ اس اجتہاد کو ریاستی اجماع کا درجہ حاصل ہوگا۔ اس کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ ہر اسلامی ریاست اپنے اپنے مخصوص حالات ومقتضیات کے مطابق جداگانہ طور پر اجتہاد کی اجماعی صورت اپنائے۔ ہر ریاست ایک ایسا قومی ادارہ تشکیل دے جو دو ایوانوں پر مشتمل ہو۔ ان میں سے ایک شورائے عام اور دوسرا شورائے خاص کہلائے گا۔ شورائے خاص صرف جید علماء وفقہاء اور مختلف عصری علوم وفنون اور معاملات کے ماہرین و متخصصین پر مشتمل ہو۔ ان میں سے بعض تناسب آبادی کے اعتبار سے منتخب کیے جائیں اور بعض معینہ کوٹے کے مطابق نامزد کیے جائیں گے۔

جب کہ شورائے عام پورے ملک سے منتخب نمائندوں پر مشتمل ہو۔ ان نمائندوں کے لیے بھی کم از کم معیار تعلیم اور معیار اخلاق مقرر ہوتا کہ وہ قومی نمائندے صاحب عدالت اور اہل رائے ہونے کی شرائط پوری کر سکیں۔ یہ دونوں ایوان باہمی مشاورت سے آئین وقوانین ریاست کی تشکیل وتوضیح کے لیے اجتہاد کریں۔

ان کا یہ اجتماعی اجتہاد بہر صورت:

1. قرآن وسنت کا پابند ہو اور اجماع ماسبق کی روشنی میں واقع ہو۔
2. ملک میں رہنے والے مسلمانوں کے اکثریتی فقہی مذہب کے بنیادی ڈھانچے کے ہو مگر حسب ضرورت دوسرے فقہی مذاہب کو بھی جگہ دی جاسکے۔
3. اگر یہ دوایوانی مقننہ یا مجلس شوری ضرورت محسوس کرے تو اہل علم وفکر کی کسی اور وقیع مجلس مثلا اسلامی نظریاتی کونسل یا دیگر ماہرین وغیرہ سے علمی اور فنی مشورہ طلب کر سکے۔

مذکورہ بالا طریقے پر اہل علم وفکر کی بھرپور مشاورت کے نتیجے میں جو اجتماعی اجتہاد وجود میں آئے گا، اُسی کو اسلامی ریاست میں قانون کا درجہ حاصل ہوگا اور یہی مجلس شوری اسلامی ریاست کی پارلیمنٹ یا نیشنل اسمبلی اور سینٹ وغیرہ کہلائے گی۔

سوال نمبر 20:۔ اجتہاد اور اس کا دائرہ کار کے مصنف کون ہیں؟

کتاب اجتہاد اور اس کا دائرہ کار کے مصنف شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہیں۔

تمت بالخیر